MY ISLAMICUS
A Research Journal of Institute of Islamic Studies & Shariah, MY University Islamabad, Pakistan
https://myislamicus.com/index.php/myi Volume.1, Issue.1 (Dec-2024)

Reforming Society in the Context of Makki and Madani Muwakhat: A Specific Study in the Light of the Prophet's Biograp

Muzammil Noor
Mphill research scholar
Instiitute of Islamic studies and sharia My university Islamabad ,Pakistan
Email:nooranayat6579@gmail.com contact:03196579323

Abstract

Mowakhah is a prominent manifestation of Islamic brotherhood. In the Makkah and Madani eras, the policies of the Prophet (PBUH) as a politician are an inspiring model to overcome the socio-economic crisis in the modern era. And the elimination of tribalism is a feature of the Makkah period, while in the Madani period, collective welfare, fair distribution of wealth and the promotion of social security were emphasized, which proved to be effective in building the society on a stable basis.

Also, due to unfamiliarity with the fruits of Mukhati system derived from Makki and Madan period, the contemporary Muslim society is stuck in the circle of anarchism, sectarianism, cultural differences, so this research article is for the Muslim Ummah to get rid of worldly disorders and achieve sustainable development. The texts of Shariah and Minhaj Nabvi will be helpful in enlightening how the combination of social and economic policies in the Makkah Madani period will be useful for the exploitation of contemporary social rights and overcoming the economic crisis.

Finally, this research paper on the Makki Madani Muwakhat system, which provided the most perfect guarantee for the promotion and stability of mutual relations, aid, and harmony between the modern Islamic world organizations and Islamic countries, the eradication of poverty, lack of education, and the integration of Panagzins.

Keywords: Akhuwat, Muwakhat, Economic Justice, End to Racial Pride

موضوع کا تعارف

دین اسلام کی تعلیمات میں اخوت کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اور اسی اخوت کا ایک اہم اور مثالی مظہر مواخات ہے جو کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے اسلام قبول کرنے والوں کے درمیان کروائی جس کا مقصد مسلمانوں کے درمیان باہمی محبت اور بھائی چارہ قائم کر کے معاشرے کو فرقہ واریت، انتشار پسندی، معاشی، معاشرتی اور سماجی مسائل سے نجات دلانا اور اعلی اخلاقی اقدار پر ایک معاشرے کی تشکیل کا کام سر انجام دینا تھا تاکہ وہ لوگ جو صدیوں سے ذہنی اور فکری پستی کی چکی میں پسنے کی وجہ سے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے سے قاصر تھے انہیں تعلیم وتربیت کے ذریعے ایک ایسی سوچ اور فکر عطا کی جائے تاکہ وہ احساس کمتری کے جال سے نکل کر معاشرے میں اپنا کردار

ادا کریں جس طرح آزاد لوگ معاشرے کی ترقی میں اپنی خداداد صلاحیتیں صرف کرتے ہیں مواخات کے ذریعے آپ نے بیک وقت معاشی ومعاشرتی مسائل، تہذیبی اختلافات، تعلیمی فقدان اور متعصبانہ رویوں پر بیک وقت قابو پایا آج ضرورت اس امر کی ہے کہ پھر سے مواخات کے عمل کو دہرایا جائے اور ایک ایسے مواخاتی ادارے کا احیا کیا جائے جو ان مسلمانوں کی مشکلات کے لیے کوشاں رہے جو مسائل کا شکار ہیں جن پر عرصہ حیات تنگ ہے جن کے بچوں کے لیے تعلیم وتربیت کے مسائل ہیں تاکہ وہ بھی معاشرے میں مستحکم زندگی گزار سکیں اس سلسلے میں حکومتی سطح پر اور بین الاقوامی سطح پر اجتماعی اقدامات کی ضرورت ہے اور امت مسلمہ کے مسائل کو حل کرنے کے لیے سیرت طیبہ سے استفادے کی ضرورت ہے تاکہ ایک مثالی حکومت کا قیام عمل میں آسکے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

اس موضوع پر ڈاکٹر منظور احمد نے "مکی ومدنی مواخات ارتقائی ربط، مقاصد اور معاشی ومعاشرتی اثرات" کے نام سے آرٹیکل لکھا ہے جو عصری معاشرتی مسائل کے حوالے سے کوئی آگاہی نہیں دیتا اس موضوع پر بہت کم تحقیقی کام دیکھنے کو ملا ہے جس کی وجہ سے اس موضوع پر ریسرچ کرنا عصری معاشرتی نظام میں بہتری لانے کے لیے از حد ضروری ہے اس مقالے میں اس بات کو زیر بحث لایا جائے گا کہ کس طرح مکی مدنی مواخات کو عصری درپیش چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ڈھال کے طور پر لیا جاسکتا ہے۔

سوالات تحقیق

- قران وحدیث کی روشنی میں اخوت کے کیا معنی ہیں؟
- مکی اور مدنی مواخات کا پس منظر، مقاصد اور اس کے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟
- عصری معاشرتی مسائل کو کس طرح حل کیا جاسکتا ہے؟

مقاصد تحقیق

- مسلمانوں کے مابین باہمی تعاون کو فروغ دینا۔
- متعصبانہ رویوں اور طبقاتی کشمکش کا خاتمہ کرنا اور پسماندہ طبقے کو پسماندگی کے اندھیروں سے نکال کر علم سے بہرہ ور کرنا۔
- معاشی عدل کا نفاذ تاکہ جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ ہوسکے اور دولت کی منصفانہ تقسیم کے عمل کو فروغ دیا جاسکے۔

1۔اخوت قران وحدیث کی روشنی میں

لفظ اخوت عربی زبان کا لفظ ہے جو کہ لفظ اخ سے مشتق ہے جس کے معنی بھائی چارہ اور یگانگت کے ہیں دین اسلام تمام مسلم امہ کو لسانی اور قبائلی تعصب اور برتری سے بالاتر قرار دے کر ایک امت قرار دیتا ہے جو ایک دوسرے کے لیے باہمی تعاون اور اجتماعی بہبود کا جذبہ رکھتی ہے اس جذبے کو رشتۂ اسلامی اخوت کا نام دے کر معاشرے کو امن وسکون اور سلامتی کی جلا بخشی اور تمام امت مسلمہ کو خواہ کسی بھی نسل، ملک یا قبیلے سے تعلق رکھتی ہوں انہیں وحدت کے پلیٹ فارم پر مجتمع کیا اس رشتۂ اخوت کی اہمیت، عظمت اور امت مسلمہ کے دلوں کو تقویت بخشنے کے لیے کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ ایک فرد واحد کی طرح ہے قران مجید میں متعدد مقامات پر اس رشتے کی خوبصورت عکاسی کی گئی

جیسا کہ قران مجید میں ارشادباری تعالی ہے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ[1]

(صرف مسلمان بھائی بھائی ہیں تو اپنے دوبھائیوں میں صلح کرادواور اللہ سے ڈروتا کہ تم پررحمت ہو)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے تمام مسلمانوں کو ہر طرح کے علاقائیت، صوبائیت، نسلی امتیازات اور قبائلی تفاخر کو ترک کر کے رشتہ اخوت سے منسلک ہونے کا حکم دیا کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اس لیے کسی کو کسی پر کوئی فوقیت نہیں امت مسلمہ ایک جسد واحد ہونے کی وجہ سے کسی دوسری پر برتری کا اختیار نہیں رکھتی اور پھر اگر کسی دوسرے کو دوسرے پر فوقیت ہے تو اس کا معیار تقوی ہے ۔

جبکہ آیت کے دوسرے حصے میں اللہ تعالی نے رشتہ اخوت سے منسلک ہونے کے بعد مومنوں کو یہ حکم بھی فرمایا اگر تمہارے دو بھائیوں کے درمیان تلخ کلامی ہو جائے یا کوئی تنازعے کھڑا ہو جائے تو ان کے درمیان صلح کرادو کیونکہ اختلافات کے سبب تعلقات میں مضبوطی قائم نہیں رہتی اور کمزوری پیدا ہو جاتی ہے لہذا ہم سب پر موجودہ دور میں یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے درمیان ہونے والے باہمی نزاع کے سبب کا خاتمہ کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں اور صلاح ذات البین کی کوشش کی جائے جیسا کہ قران مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْاؕ-اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ[2]

(اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کروگے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے)

جبکہ آیت کے تیسرے حصے میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تقوی اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے آج کے اس حصے میں مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی کہ اگر تمہارے درمیان اختلافات پیدا ہو جائیں تو صلح کرانے میں اپنی ذاتی خواہش کے تحت ناانصافی سے کام نہ لینا اور خیر خواہی اور باہمی تعاون کے اصول کو اپنانا تاکہ تم پر رحم کیا جائے وحدت امت اور اخوت کا رشتہ اللہ تعالی اور اس کے رسول کے نزدیک نہایت ہی قابل قدر ہے اسی لیے قران مجید اور احادیث میں جابجا اس کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے اور فرقہ واریت، اختلافات اور شر پسندی کی ممانعت کی گئی ہے اور ایسے اسباب اور تصرفات سے اجتناب کرنے کا حکم دیا جس سے اس رشتے کی ساکھ خراب ہونے کا خطرہ ہو ارشاد باری تعالی ہے

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا[3]

(اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور آپس میں تفرقہ مت ڈالو)

امت کے اتحاد کو مضبوط کرنے کے لیے اللہ کی رسی یعنی قران مجید اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا لازم قرار دیا گیا اسی کے ذریعے بکھری ہوئی امت کے شیرازے کو یکجا کیا جاسکتا ہے اور یہی اجتماعی قوت دشمنوں کے قبیح عزائم کو خس وخاشاک کی طرح بہالے جانے کی طاقت رکھتی ہے ۔

یہی وجہ ہے کہ شیطانی قوتیں اس عظیم اخوت اسلامی کے رشتے سے ہمیشہ خائف نظر آتی ہیں اور مسلم امہ کے مابین اختلافات کو مزید ہوا دینے میں سرگرم عمل رہتی ہیں گویا اسلامی اخوت کا تقاضہ یہ ہے کہ تمام مسلم امہ باہمی تعاون کے فروغ کے لیے اپنی خداداد صلاحیتیں صرف

1۔ صراط الجنان، مترجم ابو صالح محمد قاسم القادری (کراچی: مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ، 2013)، القرآن: 49/10۔

2۔ القرآن: 8/46

3۔ القرآن: 3/103

کرے تاکہ ایک ایسی اجتماعی قوت دنیا کے سامنے آئے جسے صفہ ہستی سے مٹانے کے لیے تگ ودو کرنے والوں کو منہ کی کھانی پڑے۔

اخوت اسلامی اور احادیث رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم

رسول اللہ ﷺ نے اپنے متعدد ارشادات میں اخوتِ اسلامی کی اہمیت، افادیت اور عظمت کو اجاگر اور واضح کیا ہے۔ فرمان رسول ﷺ ہے:

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰہِ ☐ اَلْمُسْلِمُ اَخُوالْمُسْلِمِ ۔ لَا یَخُوْنُہ، وَلَا یُکَذِّبُہ، وَلَا یَخْذُلُہ۔کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: عِرْضُہ،وَمَالُہ وَدَمُہ[4]

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے ۔ وہ اس کے معاملے میں خیانت نہیں کرتا، دانستہ اس کو کوئی جھوٹی اطلاع نہیں دیتا اور نہ ہی وہ اس کو رسوا کرتا ہے۔ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر سب کچھ حرام ہے، اس کا خون (یعنی جان)، اس کا مال اور اس کی عزت وآبرو)

اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ☐ قَالَ: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبُّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہ[5]

(تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے)

اس حدیث پاک میں ایمان کی ایک اعلیٰ اخلاقی صفت کو بیان کیا گیا ہے جو کہ حقیقت میں ایمان کا معیار اور کسوٹی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے وہی کچھ پسند کرتا ہے جو وہ اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے اس حدیث کے اندر یہ اشارہ ہے کہ جس طرح کوئی اپنے لئے نقصان اور برائی پسند نہیں کرتا تو اسے چاہئے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی کسی نقصان اور برائی کے عمل میں شریک نہ ہو بلکہ جتنا ہو سکے، اپنے مسلمان بھائی کی عزت وآبرو کی حفاظت اور کامیابی وفائدہ کے لئے سوچے اور اس کی مدد کرے۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ : اَلْمُسْلِمُ اَخُوْ الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہ وَلَا یُسْلِمُہ مَنْ کَانَ فِی حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ بِہَا کُرْبَۃً مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ" [6]

(بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا نہ ہی اسے بے یار ومددگار چھوڑتا ہے اور جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی کسی ضرورت کو پورا کرتا ہے، اللہ اس کی ضرورت کو پورا کرتا ہے اور جو کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی مشکل کو آسان کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مشکلات میں آسانی پیدا کرے گا

4۔ مسلم بن حجاج القشیری، **الجامع الصحیح**، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ودمہ وعرضہ ومالہ (کراچی: مکتبہ البشری، 1438)، رقم: 6536، ج3، ص1587

5۔ محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ (کراچی: مکتبہ البشری، 1438)، رقم 13، ج1، ص1

6۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الظلم، رقم: 6572، ج3، ص1594

7۔ امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، رقم: 10، ج1، ص130

MY ISLAMICUS
A Research Journal of Institute of Islamic Studies & Shariah, MY University Islamabad, Pakistan
https://myislamicus.com/index.php/myi Volume.1, Issue.1 (Dec-2024)

اور جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی (کسی عیب یا غلطی کی) پردہ داری کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب پر پردہ پوشی کرے گا)

دوسری حدیث میں فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ[7]

(حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کی اذیت وتکلیف) سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں)

رسول اللہ ﷺ نے اپنے بے شمار ارشادات اور فرامین میں مسلمان کو مسلمان کا بھائی قرار دیا اور حقیقی مسلمان کی نشانی یہ فرمائی ہے کہ اس کی ذات سے کسی مسلمان کو اذیت وتکلیف نہیں پہنچتی بلکہ ہر حالت میں سے راحت وسکون اور سلامتی ملتی ہے

2۔ مکی مواخات کا پس منظر

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں دو دفعہ مواخات کا عمل دہرایا[8] پہلی مرتبہ مواخات مکہ مکرمہ میں ان لوگوں کے درمیان کرائی گئی جو اسلام میں داخل ہو چکے تھے اور مختلف ممالک سے تعلق رکھتے تھے مختلف ممالک اور قبائل سے تعلق رکھنے کی بنا پر ان کے مابین اس قبائلی تعصب کا خاتمہ ایک اہم ہدف تھا اور دوسری طرف اپنوں کی جدائی اور سخت ردعمل نے انہیں دل برداشتہ کر دیا تھا جس کی وجہ سے عدم تحفظات کے پیدا ہونے کا خدشہ تھا کیونکہ خاندان کی ضمانت اور سرپرستی بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے اور جب کسی انسان کے سر سے یہ سرپرستی اور ضمانت ختم ہو کر دشمنی کا روپ دھار لے تو اس کے لیے عرصہ حیات تنگ ہو جاتا ہے اور دیگر پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو انتہائی تکلیف دہ ہے لہذا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان حالات و اسباب کو پیش نظر رکھ کر اسلام قبول کرنے والوں کے درمیان اخوت کا ایک خوبصورت رشتہ قائم کیا تاکہ وہ ایک دوسرے کے غم میں شریک ہو کر ایک دوسرے کا بوجھ ہلکا کر سکیں یہ ایک معاشرتی مسئلہ تھا جس کا قبل از وقت حل نکالنا از حد ضروری تھا۔

اس کے ساتھ غلاموں کی تعلیم وتربیت کا مسئلہ بھی درپیش تھا کیونکہ انہیں کمتر سمجھنے کی وجہ سے معاشرے میں انہیں کوئی مقام حاصل نہ تھا جس کی وجہ سے ان کی فکری اور ذہنی سطح بہت پست ہو چکی تھی حضور ﷺ کا مقصد انہیں معاشرے میں باعزت مقام دلانا تھا اور ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں ودیعت کر رکھی تھی ان تمام مسائل کو حل کرنے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اسلام قبول کرنے والوں کے درمیان مواخات کرائی[9]

مکی مواخات کے فریقین

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں جو مواخات کرائی اس کے متعلق محمد بن حبیب نے لکھا

اخی بینھم علی الحق و المواساۃوذلک بمکۃ [10]

8۔ نور الدین علی بن احمد السمہودی، **وفاء الوفاء** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1393ھ)، ج1، ص266

9۔ محمد یوسف فاروقی، **عہد رسالت میں معاشرہ اور مملکت کی تشکیل** (لاہور: اظہار القرآن، 2006ء)، ص59

10۔ محمد بن حبیب، **المحبر** (حیدر آباد: دائرۃ المعارف العثمانیہ، 1361ھ)، ص70

MY ISLAMICUS
A Research Journal of Institute of Islamic Studies & Shariah, MY University Islamabad, Pakistan
https://myislamicus.com/index.php/myi Volume.1, Issue.1 (Dec-2024)

رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام کے درمیان باہمی ہمدردی و تعاون کی بنیاد پر مواخات کرائی اور یہ مواخات مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

جن افراد کے درمیان مواخات کرائی گئی ان کے نام درج ذیل ہیں۔

- حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب کے مابین
- حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہا کے درمیان
- حضرت عثمان اور حضرت عبد الرحمن بن عوف کے باہم
- حضرت زبیر بن العوام اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کے درمیان
- حضرت مسعب بن عمیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص کے مابین
- حضرت عبیدہ بن الجراح اور السالم مولی ابی حذیفہ کے مابین
- حضرت بلال بن رباح اور حضرت عبیدہ بن الحارث کے مابین
- حضرت سعید بن زید حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے مابین[11]

اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اسلام قبول کرنے والوں کے درمیان تو مواخات کرا دی ہے لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا میں رہ گیا ہوں میرا بھائی کون ہے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا بھائی ہوں[12]

مکی مواخات کے مقاصد

- اسلام قبول کرنے والوں کے درمیان قبائلی تعصب کا خاتمہ کر کے محبت کی فضا قائم کرنا۔
- اپنوں کی قطع تعلقی اور سخت رد عمل کے سبب صلہ رحمی اور دل جوئی کرنا۔
- عدم تحفظ اور تنہائی کے احساس کو ختم کرنا۔
- غلاموں کو معاشرے میں قابل احترام مقام دلانا اور ان کی تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام کرنا۔

مدنی مواخات کا پس منظر

دوسری مرتبہ مواخات مدینہ منورہ میں انسان اور مہاجرین کے درمیان کرائی گئی اس مواخات کا اغاز حضرت انس بن مالک کے گھر سے ہوا اور ان کے گھر میں جو انصار اور مہاجرین موجود تھے ان کو آپس میں ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا اس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا جو

11۔ ابو الحسن احمد بن یحیی بن جابر بن داؤد البلازری، **انساب الاشراف**، تحقیق محمد حمید اللہ (مصر: دار المعارف، 1959ء)، ج1، ص270

12۔ السمہودی، **وفاء الوفاء**، ج1، ص266

لوگ مدینہ آتے انہیں رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کسی انصار کا بھائی بنا دیتے کیونکہ انصار اور مہاجرین کے درمیان تہذیبی اختلافات ہونے کی بنا پر کچھ منافق اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے جن میں عبداللہ بن ابی کا نام سر فہرست ہے ایسے مسائل کی سرکوبی کے لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے انصار اور مہاجرین کے درمیان ایک عظیم رشتہ قائم کیا تاکہ انصار اور مہاجرین مل جل کر ایک ساتھ رہیں ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھیں اور ایک دوسرے کی عادات واطوار کو اپنانے کی کوشش کریں حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ان کی تربیت کا خاص اہتمام کیا اور اسی تربیت کے زیر سایہ ایک نئی تہذیب معرض وجود میں آنے لگی اور انصار اور مہاجرین کی پہلی تہذیبیں بتدریج ختم ہونا شروع ہو گئی لہذا اس طرح آپ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان مواخات کرا کے منافقین کی سازشوں کو خاک میں ملا دیا۔

اس کے ساتھ مواخات کا ایک اہم پہلو معاشی مسئلے کا حل بھی تھا کیونکہ مہاجرین ترک وطن کر کے مدینہ منورہ آئے اور اپنا سارا مال و متاع وہیں چھوڑ کر آئے تھے جس کی وجہ سے ان کے پاس کوئی ساز و سامان نہ تھا لہذا حضور اکرم ﷺ نے غریب مہاجرین کو انصار کے اموال میں شریک کر دیا تاکہ اس معاشی بحران سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکے ۔

اس کے ساتھ ساتھ تعلیمی پہلو بھی اپنی جگہ بہت اہمیت کا حامل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے ہر گھرانے کو ایک تعلیمی ادارے میں ڈھال دیا تھا تاکہ انصار اور مہاجرین کے درمیان جو تعلیمی فرق ہے اس کو ختم کیا جا سکے مہاجرین نے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی صحبت میں 13 سال گزارے تھے اور وہ آپ کے اعمال واقوال سے واقف تھے لہذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی کہ اس علم کو جو مہاجرین کے پاس ہے انصار تک پہنچایا جائے تاکہ مسلم معاشرے کے تمام افراد کی ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جا سکے لہذا مہاجرین نے اپنا تمام علم اور تجارت میں جو تجربہ انہیں حاصل تھا وہ بھی انصار تک منتقل کر دیا اور جو علم زراعت کا اہل مدینہ کے پاس تھا وہ مہاجرین نے ان سے حاصل کیا اس طرح بہت جلد یہ قوم علمی وفکری میدان میں دنیا کی قیادت کے لیے تیار ہو گئی[13]

مدنی مواخات کے فریقین

جن انصار اور مہاجرین کے مابین مواخاۃ کرائی گئی چند کے نام درج ذیل ہیں:

1. سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے مابین
2. سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عتبان بن مالک کے درمیان
3. سیدنا عبدالرحمن بن عوف اور سیدنا سعد بن الربیع کے مابین
4. سیدنا عثمان بن عفان اور سیدنا اوس بن ثابت کے مابین
5. سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح اور سیدنا سعد بن معاذ کے درمیان
6. سیدنا زبیر بن العوام اور سیدنا سلمہ بن سلامہ کے مابین
7. سیدنا مصعب بن عمیر اور سیدنا ابو ایوب خالد بن زید کے درمیان
8. سیدنا عمار بن یاسر اور سیدنا حذیفہ بن الیمان کے مابین

13۔ محمد یوسف فاروقی، عہد رسالت میں معاشرہ اور مملکت کی تشکیل، ص 65

9. سیدنا ابو حذیفہ بن عتبہ اور سیدنا عباد بشر کے درمیان
10. سیدنا بلال بن رباح اور سیدنا ابو رویحہ عبد اللہ بن عبد الرحمن الخشعمی کے مابین
11. سیدنا عبیدہ بن الحارث بن المطلب اور سیدنا عمیر بن الحمام اسلمی کے درمیان
12. سیدنا سلمان الفارسی اور سیدنا ابو الدرداء کے مابین
13. سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا سعد بن معاذ کے درمیان
14. سیدنا عثمان بن مظعون اور سیدنا ابو الہیثم بن التہان کے مابین
15. سیدنا ارقم بن الارقم اور سیدنا طلحہ بن زید بن سہل کے مابین
16. سیدنا علی بن ابی طالب اور سیدنا سہل بن حنیف کے درمیان
17. سیدنا زید بن الخطاب اور سیدنا معن بن عدی کے مابین
18. سیدنا عمرو بن سراقہ اور سیدنا سعد بن زید کے درمیان
19. سیدنا عبد اللہ بن مظعون اور سیدنا قطبہ بن عامر کے مابین
20. سیدنا شماع بن وھب اور سیدنا اوس بن خوالی کے مابین
21. سیدنا عبد اللہ بن جحش اور سیدنا عاصم بن ثابت بن ابی افلح کے درمیان
22. سیدنا ابو سلمہ بن عبد الاسد اور سیدنا سعد بن خیثمہ کے مابین
23. سیدنا طفیل بن الحارث اور سیدنا مقدر بن محمد کے درمیان
24. سیدنا سالم مولی ابی حذیفہ اور سیدنا معاذ بن ماعص کے مابین
25. سیدنا خباب بن الارت اور سیدنا جبار بن صحر کے مابین
26. سیدنا صہیب بن سنان اور سیدنا حارث بن الصمہ کے درمیان
27. سیدنا عامر بن ربیعہ الغزی اور سیدنا یزید بن المقدر کے مابین
28. سیدنا سعید بن زید بن عمرو اور سیدنا رافع بن مالک کے مابین
29. سیدنا وھب بن سرخ اور سیدنا سوید بن عمرو کے درمیان
30. سیدنا معمر بن الحارث اور سیدنا معاذ بن عفراء کے مابین
31. سیدنا عمیر بن ابی وقاص اور سیدنا عمر بن معاذ کے مابین

32. سیدنا زید بن حارثہ اور سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان[14]

مدنی مواخات کے مقاصد

- انصار اور مہاجرین کے درمیان نسلی علاقائی اور تہذیبی اختلافات کا خاتمہ۔
- غلاموں کے ذہنی اور فکری تربیت کا اہتمام۔
- مہاجرین کی اباد کاری اور ان کے معاشی مسائل کا حل۔
- تعلیم کو فروغ دینا۔

3۔ معاشرتی مسائل کا حل

1۔ باہمی تعاون کا فروغ

اسلامی اخوت میں باہمی تعاون کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے کسی بھی قوم اور ملک کی ترقی کا راز باہمی تعاون میں مضمر ہے لیکن آج کا معاشرہ بدامنی کا شکار ہے چوری قتل وغارت کے واقعات نے ہر انسان کو ہراساں کر رکھا ہے کسی کی آبرو تک محفوظ نہیں ہے لہذا ہمیں اپنے ملک پاکستان کی ترقی اور اس کے استحکام کے لیے ایک دوسرے سے باہمی تعاون کو فروغ دینا ہو گا اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ سماجی ترقی کا فقدان اور عدم مساوات کا رویہ مختلف مسائل کو جنم دیتا ہے جس سے معاشرتی عداوتیں بڑھتی ہیں اور ایک صحت مند معاشرہ زوال کی طرف جانا شروع کر دیتا ہے لہذا اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ حکومتی ادارے پرامن ماحول پیدا کرنے کے لیے ساز گار فضا قائم کریں حکومتی اداروں کے ساتھ ساتھ سیاسی جماعتیں، این جی اوز، نجی تنظیموں پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ایک دوسرے سے اپنے روابط کو مستحکم بنائیں اور باہمی تعاون کو فروغ دینے کے لیے سیرت رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے رہنمائی لیں باہمی تعاون کے بھی اسلام نے کچھ اصول مقرر کیے ہیں جن کے دائرہ کار سے باہر نکلنا فرقہ واریت اور انتشار پسندی میں شمار ہو گا لہذا ان اصول کی پاسداری لازم قرار دی گئی۔

اصول

اسلام کے فرد کو باہمی تعاون پر آمادہ کرتا ہے اور یہ شعور پیدا کرتا ہے کہ معاشرے کے کچھ مشترکہ مقاصد ہیں جن کے حصول کے لیے معاشرے کے ہر فرد کو حصہ ادا کرنا چاہیے۔ قرآن واحادیث میں تعاون کی ترغیب دی گئی ہے۔

> وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَـٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ[15]
>
> (مومن مرد وعورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار ومعاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نماز کو پابندی سے بجالاتے ہیں زکاۃ ادا کرتے ہیں، اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی بات مانتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالی بہت رحم فرمائے گا بے شک اللہ تعالی غلبے والا حکمت والا ہے)

14۔ محمد یوسف فاروقی، **عہد رسالت میں معاشرہ اور مملکت کی تشکیل**، ص63

15۔ القرآن: 9/71

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ [16]

(اے ایمان والو! تم جب سرگوشی کرو تو یہ سرگوشیاں گناہ اور ظلم و (زیادتی) اور نافرمانی پیغمبر ﷺ کی نہ ہوں ، بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کی باتوں پر سرگوشی کرو اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم سب جمع کئے جاؤ گے۔)

باہمی تعاون کے متعلق اسلام یہ اصول پیش کرتا ہے کہ تعاون ہمیشہ اچھائی، بھلائی اور نیکی کے کاموں میں ہو۔ ظلم وزیادتی، فتنہ وفساد اور معاشرے میں فساد کے اسباب بننے والے کاموں میں کبھی بھی تعاون نہ کیا جائے۔

وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُواْ اللّهَ إِنَّ اللّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ [17]

(نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم وزیادتی میں مدد نہ کرو اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالی سخت سزا دینے والا ہے)

2۔معاشی عدل

معاشی عدل وانصاف اسلامی اخوت کا ایک اہم پہلو ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام تھا جو عدل وانصاف پر قائم ہو جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ [18]

(بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں)

کسی بھی معاشرے میں معاشی عدل کا نفاذ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک دین اسلام کے دیگر احکام کا نفاذ عملاََ نہ کیا جائے کیونکہ دین اسلام کے تمام احکام ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور ان کے حقیقی اثرات معاشرے پر اس وقت نمایاں ہوتے ہیں جب تمام احکام کو ایک نظام کی صورت میں ترتیب دیا جائے کیونکہ اگر کوئی چھوڑ دیا جائے تو معاشرہ بے اعتدالی اور بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج کا مسلم معاشرہ بے ااور دینی بے انصافی کا شکار ہے کیونکہ مسلمان انفرادی معاملات میں تو کسی حد تک اسلامی احکام پر عمل کرتے نظر آتے ہیں مگر معاشرتی اور معاشی معاملات میں اسلامی احکام کو یہ اکثر نظر انداز کرتے نظر اتے ہیں

عصر حاضر میں دولت کی فراوانی، وسائل پیداوار کی حیران کن ترقی اور بے مثال معاشی ارتقاء کے باوجود افلاس، بے روزگاری، غربت، طبقاتی تقسیم اور معاشی مظالم کا دور دورہ ہے انسانی آبادی کا ایک بڑا حصہ بنیادی ضروریات حاصل کرنے سے بھی قاصر ہے یقیناََ ان حالات کے بگاڑ کا سبق وہ معاشی نظام ہے جو مختلف ادوار میں جاگیرداری نظام اور سرمایہ دارانہ نظام کی صورت میں دنیا میں موجود رہا ہے ان تمام معاشی نظاموں کی قدر مشترک ہے اور وہ قدر مشترک ارتکاز دولت ہے جس کی وجہ سے انسانیت غربت اور بدحالی کا شکار ہوئی اگر کسی معاشرے میں ارتکاز دولت

16۔القرآن:58/9

17۔القرآن:5/2

18۔القرآن:57/25

کا عمل فروغ پا جائے تو اس معاشرے میں ایک ایسی بدامنی پیدا ہوتی ہے جو بعد میں معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے چونکہ اسلام ایک فطری دین ہے اس لیے اس نے ان تمام عوامل پر پابندی لگائی ہے جو ارتکاز دولت کا سبب بنتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام نے ان تمام عوامل کی حوصلہ افزائی کی ہے جو گردش دولت کا ذریعہ بنتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ [19]

(اور اللہ کی محبت میں عزیز مال رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں کو اور گردنیں آزاد کرانے میں خرچ کرے)

وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ- وَ اَحْسِنُوْاۛ-اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ [20]

(اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بیشک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے)

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِیْنَ وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِؕ-فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِؕ-وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ [21]

(زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لیے ہے (۱۳۷) محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل (وصول) کرکے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھوڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے)

مذکورہ بالا آیات میں گردش دولت کے مختلف پہلوؤں کی حوصلہ افزائی کی کرنے کے ساتھ ساتھ ارتکاز دولت کے ممکنہ پہلوں کی حوصلہ شکنی بھی کی گئی ہے

مسلم مفسرین نے ان آیات کے تناظر میں گردش دولت کی اہمیت اور ارتکاز دولت کے خطرات سے متعلق سیر حاصل بحث کی ہے مفتی محمد شفیع اس نسبت سے لکھتے ہیں کہ تقسیم دولت کا بڑا مقصد جس کو اسلام نے بہت اہمیت دی ہے وہ یہ ہے کہ دولت کا ظہیرہ چند ہاتھوں میں سمٹنے کی بجائے معاشرے میں زیادہ سے زیادہ وسیع پیمانے پر گردش کرے اور اس طرح امیر و غریب کا تفاوت جس حد تک فطری اور قابل عمل ہو کم کیا جائے اس سلسلے میں اسلام کا ہی طرز عمل ہے کہ دولت کا جو اولین ماخذ اور دہانے ہیں ان پر اس نے کسی فرد یا جماعت کا پہرہ بیٹھنے نہیں دیا بلکہ معاشرے کے ہر فرد کو ان سے استفادہ کا مساوی حق دیا ہے [22]

3۔ طبقاتی کشمکش کا خاتمہ

غربت اور پسماندگی کی چکی میں پسنے والے لوگوں کو معاشی ڈھال دیے بغیر بحیثیت قوم ترقی کرنا محض خیال ہے دبے کچلے اور معاشی محرومیوں سے دوچار لوگوں کو اوپر اٹھانا ہی ان کی تعلیمی پسماندگی کو دور کرنا ہی اصل ترقی ہے اس ترقی کا حصول کشمکش سے نہیں بلکہ باہمی تعاون

19۔ القرآن: 177/2

20۔ القرآن: 5/2

21۔ القرآن: 60/9

22۔ مفتی محمد شفیع، **اسلام کا نظام تقسیم دولت** (دارالعلوم کراچی، 1973ء) ص71

کے جذبے سے ہی پایہ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے اگر معاشرے میں طبقاتی کشمکش کی صورتحال پیدا ہو جائے تو پھر سماج مختلف طبقات میں بٹ جاتا ہے اور لوگ ایک دوسرے کو اپنا بھائی اور رفیق سمجھنے کی بجائے اپنا حریف سمجھنا شروع کر دیتے ہیں جس سے معاشرہ منافقت کا شکار ہوتا ہے بد قسمتی سے ہمارے ملک میں یہ کشمکش روز بروز شدت اختیار کرتی جا رہی ہے ہم ایک دوسروں کی محرومیوں کو دور کرنے کی بجائے ایک دوسرے کی محرومیوں سے فائدہ اٹھانے کے چکر میں ہے اور خوشحال طبقہ اپنے مفادات کے چکر میں غربت کے ماڑے لوگوں کی خوشحالی کو اپنے لیے نقصان سمجھتا ہے جبکہ حقیقت میں پسماندہ فرد کی ترقی کا خوشحال کی تنزلی سے کوئی لینا دینا نہیں ایسا اس وجہ سے ہے کیونکہ ملک کے سیاستدان حقیقت میں پسماندہ طبقے کو اوپر اٹھانے کی بجائے ان کا سیاسی استحصال کرتے آئے ہیں

حالانکہ اس کے برعکس جب ہم مکی مدنی مواخات کا بنظر غائر مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے مستحکم بنیادوں پر معاشرے کے قیام کے لیے سب سے پہلے اس پسماندہ طبقے کی ذہنی اور فکری سطح کو بلند کیا انہیں علم کی روشنی سے بہرہ ور کیا تاکہ وہ بھی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر معاشرے کی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکیں۔

خلاصہ کلام:

اسلام کے لافانی قوانین کی روشنی میں تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ مسلم بھائی چارے کے اہم اور مثالی مظاہر میں سے ایک مواخات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے درمیان اخوت کا باقاعدہ قیام عمل میں لایا گیا مذہبی اخوت کا قیام دو مرتبہ ہوا، ایک بار مکہ مکرمہ میں اور پھر مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد۔ مکہ مکرمہ میں اسے مکہ میں مقیم لوگوں اور حبشہ، فارس وغیرہ جیسے علاقوں سے آنے والوں کے درمیان بھی بنایا گیا تھا۔ اس کا مقصد ہر مسلمان کو اپنے مذہبی بھائی کی سماجی اور مالی مدد کرنا اور اپنے دشمنوں سے اس کا دفاع کرنا تھا۔

مہاجرین اورانصار کے درمیان دوسرا روحانی بھائی چارہ مدینہ کی طرف ہجرت کے تقریباً پانچ ماہ بعد قائم ہوا یہ سلسلہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر سے شروع ہوا ابتدا میں اس موقع پر موجود لوگوں کے درمیان یہ بھائی چارہ قائم کیا گیا جبکہ بعد میں یہ سلسلہ جاری رہا آزاد شدہ غلاموں کی نفسیاتی اور فکری ترقی میں اسلامی اخوت نے اہم کردار ادا کیا۔ اس سے نوزائیدہ مسلم ریاست میں سیاسی استحکام بھی آیا اور تارکین وطن کا ایک بڑا معاشی مسئلہ بھی حل ہوا۔ لہذا موجودہ دور میں امت مسلمہ کو جن مسائل کا سامنا ہے ان کے حل کے لیے سیرت طیبہ سے استفادہ کی ضرورت ہے تاکہ مسلم معاشرہ نسلی، علاقائی تعصب سے پاک ہو کر اور باہمی تعاون کو فروغ دے کر ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

سفارشات

- حکومت کو چاہیے کہ نسلی تعصب اور طبقاتی تفاخر کے خاتمے کے لیے تمام طبقات کو مساوی حقوق فراہم کرے تاکہ کوئی طبقہ کسی دوسرے طبقے کو کمتر سمجھ کر اس کی تذلیل نہ کرے اور معاشرے کی ترقی میں حائل نہ ہو کیونکہ کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی بنیادیں عدل وانصاف اور مساوات پر قائم نہ ہوں۔

- علماء اور مشائخ کو چاہیے کہ مسلکی تعصب سے بالاتر ہو کر مختلف مسالک کے لوگوں کے درمیان اخوت و ہم آہنگی اور باہمی تعاون کے فروغ کے لیے ایک پلیٹ فارم پر مجتمع ہوں اور لوگوں کے مابین ہم آہنگی قائم کرنے کے لئے لائحہ عمل تیار کریں اور معاشرے میں اس کے نفاذ کے لئے ٹھوس اقدامات کریں تاکہ مستحکم معاشرے کا قیام عمل میں آسکے۔
- مسلمانوں کو زکوۃ پر ابھارنے کے لیے مختلف سیمینار، سیموزیم اور کانفرنسز منعقد کی جائیں تاکہ اس کے ذریعے پسماندہ طبقے کی مالی اعانت کی جاسکے اور ان کی تعلیمی پسماندگی کو دور کر کے معاشرے میں ان کو باعزت مقام دلایا جاسکے۔
- حکومت کو چاہیے کہ تعلیم کے فروغ کے لیے مختلف پروگرامز ترتیب دے تاکہ وہ لوگ جو دور دراز علاقوں میں تعلیم سے محروم ہیں اور مختلف مسائل کا شکار ہیں انہیں فری تعلیم اور فری ٹرانسپورٹ مہیا کی جاسکے تاکہ وہ تعلیمی پسماندگی کے اندھیروں سے نکل کر علم کے نور سے بہرہ ور ہو سکیں اور اپنی خداداد صلاحیتیں جو اللہ تعالی نے انہیں ودیعت کر رکھی ہیں انہیں معاشرے کی ترقی میں صرف کر کے اپنا احسن کردار ادا کر سکیں۔
- قومی اتحاد، الفت اور ہم آہنگی ایک ایسا خواب ہے جو ایک دوسرے کی رائے اور جذبات کا احترام کئے بغیر شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا لہذا ہمارے علماء کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو تحمل مزاجی کا درس دیں تاکہ دنیا کو اسلامی اخوت کے حقیقی معنی عملی صورت میں دیکھنے کو ملیں۔

مصادر و مراجع

- القرآن
- مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح (کراچی: مکتبہ البشری، 1438)
- محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (کراچی: مکتبہ البشری، 1438
- نور الدین علی بن احمد السمہودی، وفاء الوفاء (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1393ھ)
- محمد یوسف فاروقی، عہد رسالت میں معاشرہ اور مملکت کی تشکیل (لاہور: اظہار القرآن، 2006ء)
- محمد بن حبیب، المحبر (حیدر آباد: دائرۃ المعارف العثمانیہ، 1361ھ)
- ابو الحسن احمد بن یحیی بن جابر بن داؤد البلازری، انساب الاشراف، تحقیق محمد حمید اللہ (مصر: دار المعارف، 1959ء)
- مفتی محمد شفیع، اسلام کا نظام تقسیم دولت (دار العلوم کراچی، 1973ء)